ولایت علی
قرآن کی روشنی میں

ازافادات: *حضرت ادیب عصر مرحوم*

ولایت بڑا شیریں اور شگفتہ لفظ ہے، ایک شاداب مفہوم ہے، لیکن انھیں کے لئے جن کا دل پاک اور دماغ حسن، خیر اور صداقت سے آشنا ہے، جن کے جذبات مودۃ القربیٰ کی شعاعوں سے منور ہیں جن کا احساس جمال ادائے اجر رسالت کے خلوص سے معطر ہے۔

ولایت علیؑ مخلوقات کے لئے عظیم ترین عطیہ الٰہی اور لازوال تحفہ ہے اور اسی معیار پر اس نے فضائل ومحاسن کی تقسیم کی ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان اسی بنیاد پر دنیا وآخرت میں قدر واہمیت سے سرفراز ہوئے، انبیاء ومرسلین اسی پر مبعوث کئے گئے (۱)، حضرت خاتم النبینؐ کی تیئس سالہ محنت اس وقت نازک موڑ پر پہنچ گئی جب آپ آخری حج سے واپس آرہے تھے، خدا نے اسی کو میزان بنا کر جبریل امین کے ذریعہ پیغام پہونچایا کہ اگر تم نے ولایت علیؑ کا پیغام لوگوں تک نہ پہنچایا تو گویا تم نے کوئی کار رسالت

....

۱۔ اس سلسلے میں امام کاظمؑ سے ایک روایت مروی ہے: آپ نے فرمایا: ولایۃ علی مکتوبۃ فی صحف جمیع الانبیاء و لن یبعث اللہ رسولا الا بنبوۃ محمد و وصیۃ علی ''حضرت علیؑ کی ولایت تمام انبیاء کی کتابوں میں ثبت ہے اور کوئی نبی اسوقت تک مبعوث نہیں کیا گیا جب تک اس نے محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی امامت کا اقرار نہیں کرلیا''۔ (سفینۃ البحار ج۲ ص۶۹۱)

ہی انجام نہیں دیا۔(۱)

رسول خداؐ نے جب ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ(۲) کے درمیان اعلان فرمادیا کہ ”من کنت مولاہ فھذاعلی مولاہ“ تواس کے بعد خدانے دین کامل فرمادیا، اپنی نعمتیں تمام کردیں اوراسی الاسلام سے جو ولایت علی کا محور ہے راضی وخوشنود ہوگیا۔(۳)

اس کے باجود کچھ نادان لوگ پوچھتے ہیں کہ قرآن میں ولایت علیؑ کا ذکر کہاں ہے؟

ولایت علیؑ انفس وآفاق کی شہ رگ اور بقائے کائنات کی ایک ناگریز ضرورت ہے، دین وشریعت ایک ڈھانچہ ہے اوراس کی روح وجان ولایت علیؑ ہے، قرآن ایک گلاب ہے اوراس کی خوشبو ولایت علیؑ ہے اگرقرآن کو راسخون فی العلم کے ذریعے سمجھنے کی کوشش

....

۱۔ یہ جملہ قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے: يَـاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَـفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنْ النَّاس ”اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہونچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اوراگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اورخدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا“۔(مائدہ/۶۷)

۲۔ متذکرہ تعداد ایک روایت کی بنیاد پر لکھی گئی ہے، ورنہ اس سلسلے میں روایتیں مختلف ہیں: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپؐ کے ساتھ نوّے ہزار آدمی تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار، ایک لاکھ بیس ہزار اور ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ تھے۔ یہ تو وہ لوگ تھے جو آپؐ کے ہمراہ تھے، جولوگ مکّہ میں آپ کے ساتھ حج بجالائے وہ ان سے کہیں زیادہ تھے، مثلاً شہر مکّہ کے باشندے، یمن سے امیر المومنین علیؑ اور ابوموسیٰ کے ساتھ آئے ہوئے لوگ۔ (سیرۃ حلبیہ ج/۳ص/۲۸۳ (ج/۳ص/۲۵۷)؛ سیرۃ احمد زینی دحلان ج/۳ص/۳ (ج/۳ص/۱۴۳) تذکرۃ خواص الامۃ ص/۱۸ (ص/۳۰)، دائرۃ المعارف، ج/۳ص/۵۴۲)

۳۔ یہ جملہ قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَـكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًـا ﴾”آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ہے اوراپنی نعمتوں کو تمام کردیا ہے اورتمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے“۔(مائدہ/۳)

کی جائے جن کا خمیر وحی والہام سے تیار ہوا تھا اور جن کی گھوارہ جنبانی فرشتوں نے کی تھی تو پورا قرآن ولایت علیؑ سے بھرا پرا نظر آئے گا ،قرآن میں رنگارنگ طریقہ پر مختلف تعبیرات میں ''**صراط مستقیم** ،**حبل اللہ** ، **جنب اللہ** ،**نعمۃ اللہ** ، **الحسنی**، **الحسنۃ** ،**النبأ العظیم**، **الاذن الواعیہ** ،**العروۃ الوثقیٰ** ، **الوسیلہ** ،**النعیم**، **النور** ،**الحق** ،**الھدی**، **الھادی** ''جیسے ابد آثار علامتی الفاظ میں قیامت تک کے لئے ولایت علیؑ کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔(۱)

ان نفیس ترین اشاریوں کے علاوہ قرآن میں باقاعدہ اعلان ولایت علیؑ کے سلسلہ میں سورۂ مائدہ کی دو آیتیں انتہائی جلال و جمال کے ساتھ نازل ہوئیں ،رسول خداؐ نے اس پر اپنے والہانہ پن کا مظاہر کیا اور صحابہ کرام نے اپنی وابستگی ومسرت ظاہر کی۔

وہ آیتیں یہ ہیں:

﴿ **إِنَّمَا وَلِيُّكُمْ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ☆ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمْ الْغَالِبُون** ﴾ ''اے ایمان والو! سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ تمھارا ولی اور سر پرست اور تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ بااختیار بس خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

۱۔تفصیل کے لئے دیکھئے: مستدرک حاکم؛الاتقان فی علوم القرآن؛اسعاف الراغبین ؛صواعق محرقہ ؛مناقب ابن مغازلی؛فصول المھمۃ ؛ینابیع المودۃ؛نورالابصار؛النساب الاشراف ؛دلائل الصدق؛غایۃ المرام ؛تفسیر برہان؛ مناقب ابن شہر آشوب؛ ریاض النضرۃ ؛وفاد الوفا؛مشکل الآثار؛ معالم التنزیل؛شواہد التنزیل۔ وغیرہ، خود علامہ امینیؒ کی کتاب غدیر میں ان میں سے اکثر تعبیرات کا تذکرہ کیا ہے۔

اور جو بھی اللہ ورسول اور انھیں صاحبان ایمان کو اپنا سرپرست بنائے تو اللہ ہی کی جماعت غالب آنے والی ہے‘‘۔(۱)

یہ آیۂ ولایت کا صحیح اور مطابق واقع ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔لیکن بعض کج فہموں نے حضرت علیؑ کے عناد میں ﴿وھم راکعون﴾ کے ’’واؤ‘‘ کو حالیہ کے بجائے عطف قرار دیا ہے اور اس بنیاد پر جو ترجمہ ہوتا ہے اسے تفہیم القرآن جلد اول میں یوں لکھا گیا ہے:

’’تمہارا رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول ہے اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں‘‘۔

ابوالاعلی مودودی نے اپنے اس ترجمہ میں اسی مکتب فکر کی ترجمانی کی ہے جو بعد رسولؐ انحراف کی افسوسناک ڈگر پر چل پڑا تھا اور جس کا نصب العین سوائے علی دشمنی کے کچھ اور نہ تھا۔ یہاں انہوں نے ولی کا ترجمہ رفیق کیا ہے، اگر دوست اور ناصر کرتے تو تکلیف واضح ہو جاتا اب ان سے کون پوچھے کہ اگر رسول خداؐ اور حالت رکوع میں زکوۃ دینے والے کو رفیق سمجھ بھی لیا جائے تو اللہ کے رفیق ہونے کا مطلب کیسے چسپاں کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ انہوں نے یہاں تو ولی کا ترجمہ رفیق کرکے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ لئے ہیں لیکن دوسری جگہ پر ولی کا ترجمہ سرپرست ہی کیا ہے مثلاً:

﴿تَاللهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا... فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾(۲) ’’خدا کی قسم اے محمد!....وہی شیطان آج ان لوگوں کا سرپرست بنا ہوا ہے اور یہ دردناک سزا کے مستحق بن رہے ہیں‘‘۔(۳)

....

۱۔سورہ مائدہ ۵۵۔۵۶ ۲۔نحل/۶۳

۳۔تفہیم القرآن ج ۱ ص/۵۴۹

﴿أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ﴾(۱) ہمارے سرپرست تو آپ ہی ہیں پس ہمیں معاف کر دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے‘‘۔(۲)

آگے تو انہوں نے اور بھی قیامت کی ہے ﴿ وھم راکعون ﴾ میں ’’واؤ‘‘ کو حالیہ کے بجائے عاطفہ قرار دیا ہے تا کہ پوری آیت کی ہیئت مفلوج ہو کر رہ جائے۔ ترجمہ میں ﴿یقیمون الصلوٰۃ﴾ کا ترجمہ ’’نماز قائم کرتے ہیں‘‘ صحیح ہے۔ درمیان میں ہے ﴿یوتون الزکوۃ ﴾ اس کے بعد ﴿وھم راکعون﴾ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رکوع نماز ہی کے ایک رکن کا نام ہے۔ اگر یہاں واو عاطفہ ہے تو اسے ﴿ یقیمون الصلوۃ﴾ کے بعد ہونا چاہئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ رکوع کا ترجمہ مشتبہ کرنے کے لئے ’’اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں‘‘ کرنے پر مجبور ہوئے۔

ڈھونڈھا کئے ہیں راہ ہوس رہروان شوق
دیکھا کئے ہیں لغزش پائے ثبات ہم

احمد ندیم قاسمی

تمام معتبر اور مستند تفاسیر سے قطع نظر خود آیت کا داخلی تجزیہ اس کی شان نزول (۳) کی طرف واضح اشارہ کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا و رسول کی ولایت نہ اس وقت کے

....

۱۔ اعراف/۱۵۵

۲۔ تفہیم القرآن جلد دوم ص ۸۳

۳۔ **شان نزول**: جب کسی شخص یا ماضی، حال یا مستقبل میں رونما ہونے والے واقعہ یا فرض احکام کے متعلق کوئی آیت یا بعض آیات نازل ہوئی ہوں تو ان مقامات اور موارد کو ان آیات کی شان نزول سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں آیت عصمت انبیاء یا عصمت ملائکہ کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: علوم قرآنی، محمد ہادی معرفت ص/۸۷)

مسلمانوں کے لئے کوئی مبہم بات تھی ، نہ آج ہے ۔اس وقت بھی تمام مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمارا حاکم ،سرپرست اورہم پراولی بالتصرف خدااوراس کارسول ہے یہی عقیدہ آج مسلمانوں کا بھی ہے آیت میں اسی الجھن کورفع کرنے کے لئے مخصوص اور چونکا دینے والے اسلوب کے ساتھ بعد رسولؐ کی ولایت کا اعلان کیا گیا ہے،ارشاد ہوتا ہے:''وہ لوگ ولی ،حاکم ،اولی بالتصرف اورسرپرست ہیں جونماز قائم کرتے ہیں اورحالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں''۔آیت کی تلاوت کرتے ہی ذہن میں کرید شروع ہوجاتی ہے کہ آخروہ کون تھا جس نے حالت رکوع میں زکوۃ دی...؟؟

آیت کی ابتداءکلمہ حصر''انما'' سے شروع ہوتی ہے۔جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہاں ولایت کا مطلب خلافت وامامت ہے ورنہ حصر کا فائدہ مفقود ہوجائے گا ،ولایت کا مطلب نفرت ومحبت اورحامی ومددگار ہےاورولایت (زیر کے ساتھ)اولی بالتصرف ، حاکم ،رئیس ،سرپرست ،اورمطاع مطلق کے معنی میں ہے اس آیت میں اگر ولایت کااول مطلب مراد لیا جائے تو حالت رکوع میں زکوۃ دینے کی حالت کا بیان ولایت خدااور رسولؐ کے ساتھ مہمل ہوجائے گا۔کیوں کہ مومنین کا آپس میں محبّ ہونا آیۂ مبارکہ ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾(۱) سے ثابت ہے۔

خود آیت کے سیاق کلام سے ولایت کا مطلب اولی بالتصرف ہی سمجھ میں آتا ہے،

....

۱۔توبہ/۷۱؛ پوری آیت کا ترجمہ:''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں سب ایک دوسرے کے ولی ، مددگار اور محبّ ہیں کہ یہ سب ایک دوسرے کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں،نماز قائم کرتے ہیں،زکوۃ ادا کرتے ہیں،اللہ ورسول کی اطاعت کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب خدا رحمت نازل کرے گا کہ وہ ہرشئی پر غالب اورصاحب حکمت ہے''۔

خدا نے اپنی اور رسولؐ کی ولایت کے ساتھ مولا علیؑ کی ولایت کا تذکرہ کر کے بتا دیا کہ توحید و نبوت کے عقیدہ کے ساتھ امامت کا عقیدہ اصول دین کا ایک لازمی جز ہے، مولا علیؑ کے علاوہ کسی دوسرے کو دینی امور میں ولی تسلیم کرنا مداخلت فی الدین کے مترادف ہے کیونکہ یہاں ولایت کا مطلب وصایت رسولؐ ہے۔

قرآن فہمی کے سلسلہ میں شان نزول کو بہت اہمیت حاصل ہے شان نزول سے آیت کا مفہوم متعین ہوتا ہے۔ آیت کیوں نازل ہوئی، اس کے سماجی وتمدنی محرکات کیا تھے، نزول آیت کے وقت عام ردعمل کیا ہوا؟ اس جیسے بہت سے سوالات کا جواب شان نزول سے مل جاتا ہے۔ قدرت نے بھی اکثر آیات کی بنیادی ہیئت اور اسلوب بیان کو اسی کے مطابق قرار دیا ہے۔ زیر بحث آیت میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اگر اس آیت پر غور کیا جائے تو اس کے اسلوب ہی سے کرید پیدا ہو جائیگی کہ حالت رکوع میں کس نے زکوۃ دی۔

اس عمل کے بعد عام ردعمل کیا ہوا اس قسم کے بہت سے سوالات ﴿هم راكعون﴾ سے پیدا ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب سوالات پیدا ہوں گے تو تلاش کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اس طرح آیت کا اسلوب ہمیں کشاں کشاں تفاسیر کی طرف پہنچا دیتا ہے۔

جن بے شمار مفسرین اہل سنت نے اپنی تفسیروں میں آیۂ ولایت کو حضرت امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہونے کا اقرار کیا ہے، ان کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ (۱)

....

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر طبری ؛ تفسیر کشاف ؛ تفسیر مفاتیح الغیب فخر رازی ج ۱۲ ص ۲۶ ؛ تفسیر بن کثیر ج ۲ ص ۷۱ ؛ زاد المسیر ابن جوزی ج ۲ ص ۳۸۳ ؛ تفسیر نسفی ج ۱ ص ۲۸۹ ؛ شواہد التنزیل علامہ حسکانی ج ۱ ص ۱۶۱ ؛ تفسیر در منثور سیوطی ؛ اسباب النزول علامہ واحدی ص ۱۴۸ ؛ احکام القرآن جصاص ج ۴ ص ۱۰۲ ؛ التسہیل العلوم التنزیل کلبی ج ۱ ص ۱۸۱ ؛ تفسیر ابوالبرکات اور تفسیر نیشاپوری۔

اس طرح آیۂ ولایت کی اسناد اور طرق میں صحابہ کے اسماء اجمال سے یوں ہیں:

۱۔امیر المومنین حضرت علیؑ	۲۔حضرت ابوذر
۳۔جندب بن جنادہ	۴۔ابو یقظان
۵۔عمار یاسر	۶۔انس بن مالک
۷۔حبر امت ابن عباس	۸۔ابورافع
۹۔عبداللہ بن سلام ....وغیرہ۔	

اور ائمہ محدثین وحفاظ کے نام یہ ہیں:

۱۔خوارزمی	۲۔ابن عساکر
۳۔ابونعیم ؛	۴۔قاضی ابوالمعال
۵۔واحدی	۶۔ابن جوزی
۷۔ابوالفرج اصفہانی	۸۔فضائلی
۹۔کلبی	۱۰۔ابن مردویہ
۱۱۔طبرانی	۱۲۔خطیب بغدادی...وغیرہ۔

آیت کی شان نزول میں جن صحابائے کرام کے بیانات تفسیروں میں ملتے ہیں ان میں صرف حضرت ابوذر(۱) کے بیان پر اکتفاء کی جاتی ہے۔آپ کا نام ''جندب بن جنادہ'' تھا،آپ کو ''رابع الاسلام'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جن سابقین اولین نے اسلام قبول کیا تھا ان میں آپ کا چوتھا نمبر تھا۔

....

۱۔**جناب ابوذر کے مختصر حالات**: مورخین کا بیان ہے کہ ابوذر ان پاکباز مسلمانوں میں سے ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں بھی توحید پرست تھے،وہ خدا کو یکتا مانتے تھے،جاہلی عہد میں بھی بت پرستی سے متنفر (باقی آئندہ صفحہ پر....)

مشہور محدث ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت ابوذر کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

العابد الزاهید، القانت الوحید، رابع الاسلام، ورافض الازلام قبل نزول الشرع والاحکام ولم یکن تاخذه فی الحق لائمة اللوام ولاتفزعه سطوة الولاة والحکام واول من تکلم فی علم البقایاو القضاء و ثبت فی المشقة والعنادو حفظالعهود والوصایا وصبرعلی المحن والرزابا .... ''وہ بڑے عابد اور بڑے زاہد تھے، منفرد عبادت گذار تھے، چوتھے نمبر پر اسلام لائے، انہوں نے شریعت اور احکام الٰہی نازل ہونے سے پہلے ہی بتوں

....

(پچھلے صفحہ کا بقیہ:.....) رہے۔ جب انہیں خبر ملی کہ مکہ میں پیغمبر آخر کا ظہور ہوا ہے تو لپک کر مکہ پہونچے اور چوتھے نمبر یا پانچویں نمبر پر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے مسلمان ہونے کے دوسرے دن مسجد الحرام میں جا کر مشرکین کے سامنے بلند آواز سے اپنے اسلام کا اظہار واعلان کیا جس کی وجہ سے انہیں زدوکوب کیا گیا اور وہ بیہوش ہو گئے، رسول کے چچا ''عباس'' نے ان کی مدد کی ورنہ قریب تھا کہ وہ جاں بحق ہو جائیں۔ جب آپ نے دوسرے دن بھی اعلانیہ اپنے اسلام کا اظہار کیا اور انہیں زدوکوب کیا گیا تو رسول اسلام نے انہیں وطن جانے کا حکم دیا، وہاں وہ اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ کچھ برسوں کے بعد جب معلوم ہوا کہ آنحضرت نے مدینہ ہجرت فرمائی ہے تو دوبارہ رخت سفر باندھا اور اپنے کاشانہ کو خیر آباد کہہ کے اپنے خلیل کے جوار میں جانے کا قصد کیا، جس کے بعد وہ رسول خدا سے کبھی جدا نہ ہوئے۔ آپ کی فضیلت میں رسول خداؐ کی اس قدر حدیثیں مروی ہیں کہ انسان انگشت بدنداں ہے اور حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۱۳؛ اصابہ ج ۲ ص ۲۸۲؛ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۲۹؛ مسند احمد ج ۵ ص ۱۸۰ (ج ۶ ص ۲۲۸۔ ۲۲۹ ح ۴۸/ ۲۱۰، ۲۱۰۴۹)؛ سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۲ (ج ۴ ص ۲۴۱ ح ۴۷۵۹/ ۴۷۵۹)؛ علامہ امینیؒ نے آپ کی حیات وخدمات اور آپ پر ہونے والے مظالم کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے، ملاحظہ کریں: غدیر، قرآن حدیث اور ادب میں (ترجمہ اردو) جلد ہفتم

کو چھوڑ دیا تھا، انھوں نے حق کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی ذرا پرواہ نہ کی، نہ وہ گورنروں اور حکام جور کے سطوت واقتدار سے مرعوب ہوئے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے علم بقا اور خفا کے بارے میں کلام کیا۔ مشقت اور سختی میں ثابت قدم رہے، عہد اور وصیتوں کا تحفظ کیا اور جو بھی سخت اور حوصلہ شکن حالات پیش آئے انھیں برداشت کیا...''۔(۱)

یہ ہیں حضرت ابوذر غفاریؓ، رسول خداؐ کے خدمت گذار۔ حضرت ابوذر کی صداقت گفتار کا تذکرہ زبان وحی ترجمان سے متعدد موقوں پر ہوا جنھیں بزرگ علماء ومحدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

ترمذی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابونعیم، احمد بن حنبل، ابن عساکر، طبرانی، بغوی اور ابن جوزی نے امیر المومنینؑ ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر اور عمر بن خطاب کے طریق سے رسول خداؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: **ماظلت الخضراء ولا اقلت الغیر بعد النبین اصدق من ابی ذر** ''نہ آسمان نے سایہ کیا نہ زمین نے بوجھ اٹھایا نبیوں کے بعد ایسے شخص کو جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو''۔(۲)

....

۱۔ حلیۃ الاولیاء میں ج ۱ ص ۱۵۶

۲۔ سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۲۱ (ج ۵ ص ۶۲۸ ح ۳۸۰۲، ۳۸۰۱) سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۸ (ج ۱ ص ۵۵ ح ۱۵۶)؛ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۶۷، ۱۶۸ (ج ۴ ص ۲۲۸)؛ حلیۃ الاولیاء ابونعیم میں ج ۱ ص ۱۵۶؛ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۱۶۳، ۱۷۵، ۲۲۳ ج ۵ ص ۱۹۷ ج ۶ ص ۴۴۲ (ج ۲ ص ۳۴۷ ح ۶۴۸۳، ص ۳۶۶ ح ۶۵۹۳ ص ۴۴۶ ح ۷۰۳۸ ج ۶ ص ۲۵۵ ح ۲۱۲۱۷ ج ۷ ص ۵۹۵ ح ۲۶۹۴۷)؛ مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر (ج ۲۸ ص ۲۹۰)؛ معجم کبیر طبرانی (ج ۲ ص ۱۴۹ ح ۱۶۲۵/۱)

حضرت خاتم الانبیاؐء کی زبان مبارک سے صداقت ابوذر کا اعلان ولایت علیؑ کے تناظر میں مزید وقیع اور لائق توجہ ہوجاتا ہے، اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی عام گفتگو بھی صداقت سے شاداب ہوتی تھی لیکن حضرت ابوذر نے ولایت علیؑ کے اعلان میں غیر معمولی طریقہ کار اور بڑا ہی حساس انداز اختیار کیا حاجیوں کے عظیم اجتماع میں انھوں نے زنجیر کعبہ تھام لی اور پکارنے لگے، صاف چلانے لگے:

ایھاالناس!

میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسولؐ خدا کو فرماتے سنا اگر یہ جھوٹ ہو تو میرے کان بہرے ہوجائیں اور میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے اگر جھوٹ ہو تو یہ اندھی ہوجائیں۔ رسول خدا نے فرمایا: علیؑ نیک لوگوں کے قائد اور کافروں کے قاتل ہیں، جو علیؑ کی مدد کرے گا وہ منصور ہوگا اور جو علی کی مدد نہ کرے گا، وہ ذلیل ورسوا ہوگا، میں نے ایک مرتبہ رسولؐ خدا کے ساتھ نماز پڑھی اس وقت ایک سائل نے سوال کیا لیکن کسی نے کچھ نہ دیا حضرت علیؑ رکوع کی حالت میں تھے آپ نے اپنی آخری چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا جس میں انگوٹھی تھی، سائل نے بڑھ کر وہ انگوٹھی اتار لی ٹھیک اسی وقت رسولؐ خدا نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

''میرے معبود میرے بھائی موسیٰؑ نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ ''میرے رب میرا سینہ کشادہ کردے میرے امر کو آسان کردے میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات آسانی سے سمجھ سکیں، میرے لئے اہل بیتؑ میں سے میرے بھائی کو میرا وزیر بنادے، اس کے ذریعہ میری کمر مضبوط کردے، اس کو میرے امر میں شریک کار بنادے تاکہ ہم زیادہ سے زدیادہ تیری تسبیح وتقدیس کریں اور تیرا ذکر کریں، تو ہمارے حالات

کوبہتر جانتا ہے‘‘۔(۱)،خدایا!تونے موسیٰ پروحی فرمائی: اے موسیٰ! تمہاری تمام دعائیں قبول کرلی گئیں۔(۲)

میرے رب! میں بھی تیرابندہ اورتیرارسول ہوں،لہذا میرے سینے کوکشادہ کردے ،میرے امرکوآسان کردے میرے اہل بیتؑ سے علیؑ کومیراوزیرقراردے کہ میری کمر مضبوط ہوجائے۔

ابوذربیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم !رسول خداؐ کی دعاابھی تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل امین یہ آیت لے کرنازل ہوئے: ﴿انماولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا﴾۔

بہت سے ائمہ حدیث وتفسیر نے امیرالمومنین کی اس کرامت اورآیت کے اس شان نزول کی روایت کی ہے جن میں مندرجہ ذیل افرادکانام لیاجاسکتاہے:

۱۔طبری ۲۔واحدی ۳۔رازی

....

۱۔حضرت موسیٰ کی دعاقرآن مجیدمیں اس طرح مذکورہے: ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی ، وَیَسِّرْ لِی أَمْرِی ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِی ، یَفْقَهُوا قَوْلِی ، وَاجْعَلْ لِی وَزِیرًا مِنْ أَهْلِی، هَارُونَ أَخِی ، اشْدُدْ بِهِ أَزْرِی ، وَأَشْرِکْهُ فِی أَمْرِی ، کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیرًا ، وَنَذْکُرَکَ کَثِیرًا، إِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیرًا﴾۔(طہ/۲۵،۳۵)

۲۔﴿قَالَ قَدْ أُوتِیتَ سُؤْلَکَ یَامُوسَی﴾۔طہ/۳۶؛جناب موسی کی دعا کی قبولیت اورخداوندعالم کے خطاب کا تذکرہ قرآن مجیدمیں اس طرح ہے،ارشادہوا: ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِأَخِیکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطَانًا فَلَایَصِلُونَ إِلَیْکُمَا بِآیَاتِنَا أَنْتُمَا وَمَنْ اتَّبَعَکُمَا الْغَالِبُونَ" تمہارے بازوٴں کوتمہارے بھائی سے مضبوط کردیں گےاورتمہیں اس طرح غالب کردیں گے کہ یہ لوگ تم تک پہونچ نہ سکیں اور ہماری نشانیوں کے سہارےتم اورتمہارے پیروکارہی غالب ہیں‘‘۔(قصص/۳۵)

۴۔محبّ الدین طبری　　　۵۔ابن کثیر　　　۶۔حافظ سیوطی

۷۔ابن حجر...(۱)

حافظ بن مردویہ نے حضرت ابوذر کی متذکرہ سند کونقل کر کے لکھا ہے: **ھذا اسناد لایقدح به** ''روایت کی ان سند پر ذرا بھی انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی''۔(۲)

شیعی اسناد میں علامہ الشیخ محمد بن یعقوب کلینی کی اصول کافی کتاب الحجۃ سے حضرت صادق آل محمدؑ کی حدیث ہے، امامؑ نے فرمایا:

''﴿**ولیکم**﴾ کا مطلب ہے کہ تمہارے معاملات میں تمہاری جان و مال پر سب سے زیادہ تصرف کا استحقاق رکھنے والا خدا ہے اور اس کا رسول ہے نیز جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علیؑ اور ان کی نسل میں گیارہ ائمہؑ۔ چونکہ ﴿**الذین آمنوا**﴾ بہت عام تھا اس لئے خاص صفت بیان کی: ﴿**الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکاة وھم راکعون**﴾۔

شان نزول کے سلسلے میں فرمایا کہ امیر المومنینؑ نماز ظہر پڑھ رہے تھے، دو رکعتیں پڑھ چکے تھے، آپ حالت رکوع میں تھے اور حلہ پہنے ہوئے تھے جس کی قیمت ہزار دینار تھی، وہ حلہ شاہ حبش نجاشی نے رسول خداؐ کی خدمت میں بطور تحفہ ارسال کیا تھا اور آپ

....

۱۔جامع البیان ج۶ص۱۶۵/(ج۶ص۲۸۸)؛اسباب النزول ص۱۴۷/(ص۱۳۳)؛تفسیر کبیر ج۳ص۴۳۱/((ج۱۲ص۲۶)؛ریاض النضرہ ج۲ص۲۲۷(ج۳ص۱۸۲باب۴/فصل۹/؛ص۱۵۶فصل۶/)؛البدایۃ و النہایۃ ج۷ص۳۵۷(ج۷ص۳۹۴،حوادث سال۴۰/ھ)؛کنز العمال ج۶ص۳۹۱/(ج۱۳ص۱۰۸ح۳۶۳۵۴/،ص۱۶۵ح۳۶۵۰۱/)؛الصواعق المحرقہ ص۲۵/(ص۴۱)

۲۔کشف الغمہ ص۹۴(ج۱ص۳۲۴)

نے اسے امیر المومنینؑ کو عطا فرما دیا تھا۔ اسی حالت رکوع میں وہ سائل آیا اور اس نے اس طرح سوال کیا: **السلام علیک یا ولی اللہ و اولی بالمومنین من انفسھم تصدق علی مسکین۔**

حضرت علیؑ نے یہ سوال سنتے ہی وہ حلہ اپنے بدن سے گرا دیا اور انگلی سے اشارہ کیا کہ اس کو لے لے۔ اللہ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی اور ولایت میں امیر المومنینؑ کی اولاد کو بھی شریک قرار دیا۔ پس آپ کی اولاد میں جو بھی امام ہوگا وہ حالت رکوع میں ضرور تصدق کرے گا۔ جس سائل نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا تھا وہ فرشتہ تھا۔ ائمہ معصومین علیہم السلام سے بھی جو سائل سوال کرے گا وہ فرشتہ ہوگا''۔(۱)

سائل کے انداز اور سوال کی نوعیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عام سائل نہیں تھا بلکہ فرشتہ تھا۔

آیۂ ولایت کی ایک اور شان نزول احتجاج طبرسی میں ہے اور اسے خود امیر المومنین نے بیان فرمایا ہے: جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ **قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَى وَفُرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ** ﴾ ''اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ میں تمھیں ایک جامع ترین نصیحت کرتا ہوں، وہ یہ کہ اللہ کے لئے اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اٹھو اور اپنا دماغ لڑاؤ کہ تمھارے صاحب میں آخر ایسی کون سی بات ہے جو جنون کی ہو وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے سے تم کو ڈرانے والا ہے''۔(۲)

....

۱۔اصول کافی کتاب الحجۃ باب/۶۳ حدیث/۳ ۲۔سبا/۴۶

اس آیت کے نازل ہوتے ہی منافقوں نے کہنا شروع کر دیا کہ خدا نے جتنی چیزیں ہم پر واجب کی ہیں ان کے علاوہ کوئی اور چیز بھی واجب ولازم ہونے سے باقی رہ گئی ہے تو اسے بھی بیان کر ڈالتے تا کہ ہمارے دل تسکین پائیں اور ہم یہ سمجھ لیں کہ اب کوئی بات باقی نہیں رہ گئی ہے۔ظاہر ہے کہ یہ طنزیہ انداز رسولؐ خدا کی تشویش بڑھانے والا تھا کیونکہ منافقوں کا یہ لحن قول رسوؐل کو جانبدار، خواہش نفسانی کا پابند اور ذہنی اعتبار سے غیر متوازن سمجھ رہا تھا، خدا نے اس موقع پر آیۂ ولایت نازل فرمائی کہ یہی تمام احکام الٰہیہ کا جامع ہے اور الٰہی نظام ہدایت کے تسلسل کو برقرار رکھنے والا ہے''۔(۱)

تینوں شان نزول کی بظاہر حیثیت مختلف ہے، دوسری شان نزول میں انگوٹھی کے بجائے قیمتی حلے کا تذکرہ ہے جو اشتباہ پیدا کرسکتا ہے لیکن اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ولایت کی ہمہ گیر، رنگارنگ اور ہمہ جہت دینی حیثیت ہے اس لئے وسیع ترجہات کی وضاحت کے لئے الگ الگ شان نزول کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ واقعات بھی اسی طرح پیش آئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت علیؑ کی سخاوت ضرب المثل تھی آیت میں بھی ان کے اس نمایاں کردار کو واضح کیا گیا ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک بار آپ نے حالت رکوع میں انگوٹھی دی ہو اور دوسری بار نجاشی کا قیمتی حلہ صدقہ فرمایا ہو۔اس لئے شان نزول کی حیثیت میں کوئی منافات نہیں ہے۔

کافی اور وسائل الشیعہ میں ہے:

عن ابی حمزہ عن ابی جعفرؑ قال :بنی الاسلام علی خمس علی الصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج والولایۃ ولم یناد بشیءٍ کما نودی

....

۱۔احتجاج طبرسی

بـــالـــولاية ''امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر استوار ہے۔نماز،زکوۃ، روزہ،حج ،ولایت اورجس بلند آہنگ انداز میں ولایت کا اعلان کیا گیا اتنا کسی فریضہ کا اعلان نہیں کیا گیا''۔(۱)

عـن ابـی حمزة الثمالی عن ابی جعفرقال :ولایتنا ولایة الله التی لم یبعث نبیاقط الابھا ''امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہماری ولایت دراصل اللہ کی ولایت ہے ،چنانچہ جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا اسی بنیاد پر مبعوث کیا گیا ہے''۔(۲)

امام محمد باقرؑ نے آیۂ مبارکہ﴿ **وَأَلَّوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا** ﴾''اگر وہ طریقہ حق پر قائم رہیں گے تو ہم ان کو بہت زیادہ پانی سے سیراب کریں گے''(۳) کے ذیل میں فرمایا:

لواستقامواعلی ولایة علی ابن ابی طالب امیرالمومنین والاوصیاء مـن ولده وقبلوااطاعتھم فی امرھم و نھیھم لاسکینة کم ماء غدقا یقول لاشر بنـاقلو بھم الایمان و الطریقة ھی الایمان بولایة علی الاوصیا ء ''(اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ)اگر وہ ولایت علی اوران کے اوصیاء کے راستے پر قائم رہیں گے اوران کی اطاعت قبول کریں گے،ان کے امرونہی کو مانیں گے تو البتہ ہم ان کو بہت زیادہ پانی سے سیراب کریں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو ایمان سے بھر دیں گے اورطریقہ سے مراد یہ ہے کہ ولایت امیرالمومنینؑ اور ان کے

....

۱۔اصول کافی ،کلینی ج ۲ص ۱۹/۔نیزص ۱۸ پر متذکرہ روایت امام جعفر صادق سے بھی مروی ہے۔
۲۔اصول کافی ج ۲ص ۱۹
۳۔جن/۱۶

اوصیاء پر ایمان لانا ہے''۔(۱)

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: **ولایة علی مکتوبة فی جمیع صحف الانبیاء ولن یبعث الله رسولا الا بنوة محمد ووصیه علی** ''ولایت علیؑ تمام صحف انبیاء میں درج ہے اور جو بھی رسول مبعوث کیا گیا وہ محمدؐ اور ان کے وصی کی ولایت کے اقرار کی بنیاد پر ہی مبعوث کیا گیا''۔(۲)

قال ابوجعفر علیه السلام :ان الروح ولراحة والفلج والعون والنجاح والبرکة والکرامة والمغفرة والمکافاة والسیر والبشریٰ والرضوان والقرب والنعر والتمکن والرجاء والمحبة من الله عزوجل لمن تولی علیاً وائتم وبری من عدوه سلم لفضله والاوصیاء من بعده حقا علی ان ادخلهم فی شفاعتی و حق علی ربی تبارک و تعالی ان یستجیب لی فیهم فانهم اتباعی و من تبعنی فانه منی ''امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بلاشبہ کشائش، راحت، گشادگی، مدد، نجات، برکت، کرامت، مغفرت، درگذر، تونگری، بشارت، رضاء الٰہی، قرب خداوندی، امید، محبت اس کے لئے ہے جو علیؑ کی ولایت کا دم بھرے اور ان کو اپنا امام مانے، ان کے دشمنوں سے برائت اور بیزاری کا اظہار کرے، انکی اور ان کے بعد آنے والے اوصیاء کی فضیلت کو تسلیم کرے، میرے اوپر فرض ہے کہ ان کو اپنی شفاعت میں داخل کروں اور اللہ کے لئے سزاوار ہے کہ وہ میری اس خواہش کو ان کے حق میں قبول کرے کیونکہ وہ میری پیروی کرنے والے

....

۱۔اصول کافی ج۲ص۹۶

۲۔اصول کافی حدیث۶/باب۱۰۸)

ہیں اور جن لوگوں نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے''۔(۱)

اسی حقیقت کی طرف قرآن اشارہ کرر ہا ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوا﴾ ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اپناتے تو ہم ان پر آسان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے،مگر انھوں نے جھٹلایا''۔(۲)

عن ابی عبد الله فی قوله تعالی : ویستبئو نک احق هو قال ماتقول فی علی قل ای وربی انه لحق وماانتم بمعجز ''امام نے آیہ مبارکہ ﴿اورلوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے؟﴾ کے بارے میں فرمایا:تم علیؑ کے بارے میں کہہ دو کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی بے شک یہ حق ہے اورتم ہمیں عاجز کرنے والے نہیں ہو''۔(۳)

گذشتہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے کہ آیۂ ولایت کا اسلوب بیان ہی کچھ ایسا ہے کہ عام ذہن فوراًاس واقع کی تفتیش اور کرید کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جس کی بنا پر یہ آیت اتری،اس کے علاوہ اگراس کا داخلی تجزیہ کیا جائے تو آسانی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ آیت خاص حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ جامہ قامت امیرالمومنینؑ پر موزوں بھی ہے۔

اس آیت میں خداوندعالم نے حضرت کے دوامتیازات کا اطناب کے ساتھ تذکرہ کیا ہے جو بلاغت کی ایک خاص نوع ہے،اس حسن بیان سے آپ کا خصوصی شرف ظاہر

....

۱۔اصول کافی ج۲ص۱۹ ۲۔اعراف/۹۶

۳۔اصول کافی حدیث/۱۰باب/۵۳

ہوتا ہے، پہلا امتیاز حضرت کی عبادت ہے جسے ﴿ یقیمون الصلوۃ ﴾ میں بیان کیا گیا ہے۔

قیام صلوۃ اور تمام شرائط کے ساتھ رکوع کا بجالانا آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ جن لوگوں نے ﴿محمد رسول الله والذین معه﴾ میں بندر بانٹ کا مظاہرہ کیا ہے، انہوں نے بھی ﴿ تراهم ﴾ رکھا، سجدہ کو حضرت علی ہی سے مخصوص قرار دیا ہے، کیونکہ عبادت اور خاص طور سے رکوع وسجود کا شاندار مظاہرہ صرف آپ ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔

دوسرا امتیاز آپ کی سخاوت ہے کہ عبادت کے درمیان میں بھی اگر سائل آجائے تو خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا ہے، جب نماز جس میں دوسرا عمل انجام نہیں دیا جاسکتا مولا کی سخاوت کا اس قدر شاندار مظاہرہ ہوتا ہے کہ خود قدرت قصیدہ خوانی کرتی ہے تو عام حالات میں آپ کی سخاوت وعطا کی کیا شان ہوگی یہی وجہ ہے کہ جب عطا کی باڑھ زور پر ہوتی تھی تو قنبر مہار ناقہ چھوڑ کر الگ ہوجاتے تھے، خدا نے یہ دونوں امتیازات اپنی ابدآثار کتاب میں اس لئے بیان فرمائی ہے کہ آپ کے شیعوں کو عبادت وسخاوت کی طرف زیادہ مائل کیا جائے کیوں کہ محبت کا معیار ہے اتباع اور پیروی۔

اس آیت کو ایک دوسری طرح بھی ملاحظہ فرمایئے: بیان میں اطناب دراصل لذت کام ودہن کے لئے ہوتا ہے، ہر شخص اپنے محبوب کا تذکرہ اطناب اور طول بیان کے ساتھ کرتا ہے، آیت میں ولایت خدا اور رسولؐ کو اجمال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن جب علیؑ کی باری آئی تو عبارت طویل سے طویل تر ہوتی گئی: ﴿ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴾۔

اس کی مثالیں قرآن میں بے شمار ہیں، حضرت موسیٰؑ سے فرعون نے پوچھا: ﴿فمن ربکمایاموسیٰ﴾ ''اے موسیٰ! تمہارا رب کون ہے''۔موسیٰ اگر جواب میں صرف اللہ کہہ دیتے تو کافی تھا لیکن چونکہ تذکرۂ محبوب کی منزل تھی اس لئے موسیٰ کا جواب طویل ہوگیا: ﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِی أَعْطَی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَی﴾ ''میرا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی اور اس کو راستہ بتایا''۔(۱)

اس اطناب سے فائدہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے صرف یہی نہیں بتایا کہ میرا رب کون ہے بلکہ یہ بھی بتادیا کہ وہ کیوں ہے اور کس لئے اس کے سوا کسی دوسرے کو رب نہیں مانا جاسکتا (دعویٰ بھی دلیل بھی)۔

خود خدا نے اپنے محبوب رسول خدا کا تذکرہ اسی اطناب کے ساتھ فرمایا: ﴿أَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَیْنَا إِلَی رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرْ النَّاسَ وَبَشِّرْ الَّذِینَ آمَنُوا﴾ ''کیا لوگوں کے لئے یہ ایک عجیب بات ہوگئی ہے کہ ہم نے خود انھیں میں سے ایک آدمی کو وحی کی کہ لوگوں کو خبردار کردے اور جو مان لیں انھیں خوشخبری دیدے''۔(۲)

اس طویل ذکر محبوب سے ایک طرف تو افادۂ تبلیغ ہوا اور دوسری طرف لذت بیان کے لئے اطناب کا حسن بلاغت نکھرا، خداوند عالم نے جس طرح اپنے محبوب کے ذکر میں اطناب کا مظاہرہ کیا اسی طرح محبوب کے جانشین کے ذکر میں بھی اطناب سے کام لیا تاکہ اہل ایمان ذکر فضائل علیؑ میں اطناب کو فراموش نہ کریں وہ اس بات کو سمجھ لیں کہ ذکر علیؑ ایسی عبادت ہے جسے خود خدا بھی طویل کردیتا ہے، ذکر علیؑ کا ذاکر، خدا ہے۔

عربی ادب کے واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ اسم موصول ذکر کرکے احوال مختصہ

....

۱۔طٰہ/۵۰ ۲۔یونس/۲

کی خبر تعظیم شان اور اظہار منزلت کے لئے ہوتی ہے، یہاں بھی آیت میں چونکہ حضرت علیؑ کا تذکرہ ہو رہا تھا اس لئے ﴿ الـذین ﴾ کے بعد اظہار منزلت اور تعظیم شان کے لئے بیان میں تین احوال کا ذکر کیا گیا، کیا یہ انداز بیان صدر اول اسلام اور آج کے ان لوگوں کے مزاج سے میل کھاتا ہے جو تنقیص علیؑ میں انسانیت کی حدوں سے اتر گئے؟

آپ کے محاسن میں بھی کیڑے نکالتے ہوئے کہا گیا کہ اگر چہ یہ صحیح ہے کہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن نماز میں فعل کثیر بجالانے کی وجہ سے آپ کی نماز باطل ہوگئی۔(۱) اب ان لوگوں سے کون پوچھے کہ فعل کثیر سے نماز کا تسلسل ٹوٹتا ہے اور یہ لائق مذمت عمل ہے، اگر نماز میں حضرت کا یہ عمل فعل کثیر ہوتا تو آیت مدح کرتے ہوئے نازل نہ ہوتی، اصل میں مولا علیؑ کے اس عمل سے دو عبادتوں کا سنگم ہو رہا تھا۔ لیکن چلئے تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے کہ مولا علیؑ کی نماز باطل ہوگئی لیکن یہ تو بہر حال اقرار کرنا ہی پڑے گا کہ اس باطل نماز میں علیؑ کو ولایت کا منصب عطا ہوا، ذرا سوچئے جب علیؑ کی باطل نماز میں انھیں ولایت کا منصب ملتا ہے تو آپ کی پر خلوص نمازوں کا اجر کیا ہوسکتا ہے۔

ختم شد

....

یہ بکواس فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔